علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مضمون	:	معاشرتی وثقافتی بشریات
کوڈ	:	412
سطح	:	بی۔اے
مشق	:	04
سمسٹر	:	بہار2025ء

سوال نمبر1: معاشرتی ضبط سے کیا مراد ہے؟ معاشرہ جیسا چاہے ویسا کیوں ہوتا ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔(20)

جواب:

معاشرتی ضبط: ہر معاشرے کی کچھ بنیادی ضروریات اور توقعات ہوتی ہیں۔جن میں احسن طریقے سے پورا کر کے معاشرہ صرف زندہ رہتا ہے بلکہ ارتقائی منازل بھی طے کرتا ہے۔ یہ ضروریات اور توقعات خود بخود پوری نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ ان میں معاشروں کے افراد کے درمیان تعلقات اور مختلف کرداروں کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ان تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے اور ان سے متعلقہ کرداروں کو صحیح عمل پر آمادہ رکھنے کے لئے اور یہ دیکھنے کے لئے یہ کردار معاشرے کے بتائے ہوئے راستے سے بھٹک نہ جائیں تاکہ اس کی وجہ سے تعلقات میں بگاڑ پیدا نہ ہوں معاشرہ کچھ اصول وقواعد وضع کرتا ہے۔ان اصولوں اور قواعد کی پابندی کروانے کے لئے معاشرہ جو طریقے اختیار کرتا ہے۔انہی کو معاشرتی ضبط کا نام دیا جاتا ہے۔

لفظ ''نظم'' یا ''ضبط'' اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ ہر کہیں اس کی موجودگی محسوس ہوتی ہے۔ جہاں پر نظم نہیں وہاں افراتفری اور غلط نتائج ہی نظر آئیں گے۔

دنیا کا ہر کام کسی نہ کسی ضابطے یا قاعدے کے تحت ہوتا ہے۔ یہ زمیں و آسمان، یہ چاند، ستارے اور سوج کس نظام کے تحت کا کر رہے ہیں؟ یہ سب کسی قاعدے یا قانون کے تابع رہ کر چل رہے ہیں۔سورج کی گرمی، اس کی چمک، چاند کی دمک، لیل ونہار کا گھٹنا، موسموں کا تغیر وتبدل یہ سب کچھ ایک قانون کے تحت ہو رہا ہے۔ سورج کا نکلنا، اس کا غروب ہونا، زمین کا گھومنا اور رات دن کا پیدا ہونا۔ان سب کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ان میں سے کوئی عمل اپنے وقت مقررہ سے ایک سیکنڈ بھی ادھر ادھر نہیں ہوسکتا۔ یہ سب کسی قانون کی بدولت ہے۔حیوانات، نباتات اور جمادات بھی ایک مخصوص قاعدے کے تابع ہیں۔غرض کائنات کی ہر چیز کے لئے کوئی قاعدہ مقرر ہے اور وہ اس قاعدے سے باہر نہیں نکل سکتی۔

ندی، نالے، دریا سمندر بھی ایک خاص ضابطے کے تحت بہتے ہیں۔ انسان کے جسم میں جو اعضاء بنائے گئے ہیں وہ سارے کے سارے اپنا اپنا کام ایک مخصوص ضابطے یا قانون کے تحت کرتے ہیں۔ دماغ کے لئے ایک ضابطہ مقرر ہے، وہ اس کے تحت کام کر رہا ہے۔جسم کے دوسرے اعضاء بھی ایک مقرر قاعدے کے تحت ہی کام کرتے رہتے ہیں۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قانون اور ضابطہ ایک ایسی چیز ہے جس سے کوئی چیز باہر نہیں۔

انسان کی بقاء وارتقاء کے لئے مخصوص ضابطوں کی پابندی لازم ہے۔اسلام اپنے اندر ایک مکمل ضابطہ حیات رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ بھی اس ضابطہ حیات کی تبلیغ و ہدایت کے لئے تشریف لائے۔آپ ﷺ نے عملی طور پر ثابت کیا کہ انہوں نے جو نظام زندگی دنیا کو دیا اسی میں دکھی انسانیت کا مداوا ہے۔

اسلام ایک مکمل نظام حیات پیش کرتا ہے جس پر عمل کر کے قانون کے تحت زندگی بسر کر سکتے ہیں جو ہمیں راہ نجات پیش کرتا اور ہمارے لئے دین و دنیا کی بھلائی کا سبب بن سکتا ہے۔معاشرے میں رہتے ہوئے ہم پر دو قسم کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ایک انفرادی اور دوسری اجتماعی۔ ہمارا ہر فعل معاشرے پر اثر انداز ہوتا ہے، اگر ہم کوئی برائی کرتے ہیں تو اس کے اثرات دوسروں پر ضرور مرتب ہوں گے اور اگر ہم کوئی اصلاحی کام کرتے ہیں تو اس کے اثرات دوسروں پر ضرور پڑیں گے۔

کوئی قول یا فعل انفرادی طور پر کیا جائے یا اجتماعی طور پر اس کے نتائج معاشرے پر ضرور ظہور پذیر ہوں گے تو ایسے میں ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم دوسروں کے جذبات واحساسات کا احترام کریں اور ہمارا قول وفعل سوسائٹی کیلئے مفید ثابت ہو۔اگر ہم معاشرے میں رہتے ہوئے کسی قانون اور ضابطے کا خیال نہیں کرتے تو اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔

ایک ٹیم کو لے لیجیے ٹیم کے کھلاڑی اگر اپنے کپتان کے حکم کے تابع نہیں ہوتے اور کھیلتے ہوئے پورے نظم وضبط سے کام نہیں لیتے تو ٹیم کی شکست یقینی ہوگی۔اس میں کھلاڑیوں کا بھی نقصان ہوگا اور ملک وقوم کے لئے یہ ٹیم بدنامی کا باعث بنے گی۔قوموں کی بقاء اور ارتقاء کیلئے نظم وضبط کا ہونا لازمی ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ ایسے لوگوں کا نام ونشان باقی نہیں رہتا جو نظم وضبط کو اپنا شعار نہیں بناتے۔

بانی پاکستان قائد اعظم نے بھی اسی لئے قوم کو اتحاد، یقین اور تنظیم کا عظیم سبق دیا ہے جس قوم میں نظم وضبط نہیں ہوتا وہ جلد صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جاتی ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

اسلام کا عروج بھی قومی نظم وضبط، اتحاد وتنظیم کے طفیل ہوا۔قومی اتحاد، یقین اور تنظیم کی بدولت مسلمانوں کی تھوڑی تعداد بھی اللہ کے فضل وکرم سے بڑی بڑے سلطنتوں کو فتح کرتی چلی گئی۔

یہ اتحاد اور نظم وضبط کا ہی کرشمہ تھا کہ عرب قوم جو جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی تمام اقوام عالم سے آگے نکل گئی۔معاشرے کے استحکام،قوموں کی آزادی اور سلطنتوں کی ترقی کے لئے نظم وضبط اور یکجہتی کا فقدان ہوگا اور بے ضابطگیوں کا راج ہوگا وہاں ذلت، غلامی اور زوال قوم کا مقدر ہوں گے۔اگر ہمیں اپنے آپ سے

محبت اور معاشرے اور وطن سے پیار ہے اور ہم واقعی پاکستان سے مخلص ہیں اور اپنی قوم کو دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صف میں دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہیے۔اور اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر مقام پر ہر وقت اتحاد اور نظم وضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ہمیں چاہیے کہ اپنے افکار وافعال میں نظم وضبط کے اصول کو کبھی فراموش نہ کریں۔

سوال نمبر:2 ثقافت میں تبدیلی لانے والے حالات ومحرکات کی وضاحت کریں۔

جواب۔

ثقافت میں تبدیلی لانے والے محرکات۔

بشریات یا انتھروپالوجی میں مستعمل لفظ کی وضاحت کے بعد اب کلچر یا تمدن میں تبدیلی کی بات کرتے ہوئے یہ جاننا ضروری ہے کہ تبدیلی سے کیا مراد ہے۔ ایک تبدیلی تو یہ ہوتی ہے کہ ایک چیز مثلاً مکان کو بالکل ختم کر کے اس کی جگہ دوسری چیز لائی جائے۔دوسری صورت تبدیلی کی یہ ہے کہ اس چیز (مکان) کا ایک حصہ ختم کر دیا جائے باقی حصے اسی طرح رہنے دیے جائیں یا پھر ایک حصہ ہٹا کر اس کی جگہ کوئی اور چیز لائی جائے یا پھر اس حصہ کو اسی قسم کے مگر نئے حصے سے بدل دیا جائے۔یہ سب تبدیلیاں ڈھانچے سے متعلق ہیں مگر ایک اور تبدیلی یہ ہوسکتی ہے کہ اس کے ڈھانچے میں بالکل کوئی تبدیلی نہ کی جائے لیکن غیر اہم حصوں میں کچھ اضافہ یا رد وبدل کیا جائے اور معمولی سی تبدیلی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کسی بھی حصے میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے صرف نیا رنگ وروغن کر دیا جائے یہ تمام امکانی صورتیں دراصل تبدیلی کی مختلف شکلیں ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ تبدیلی کی ان صورتوں کا کلچر یا تمدن پر کس حد تک اطلاق ہوسکتا ہے۔اوپر جو مثال دی گئی ہے وہ ایک مکان کی مثال ہے جس کے عناصر سب مادی ہیں۔یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کلچر کے عناصر بھی مادی ہیں کہ مادی چیز سے اس کی مشابہت دی جارہی ہے عام طور پر کلچر کے لفظ سے ہمارے ذہنوں میں جو تصور ابھرتا ہے وہ غیر مادی ہے۔اگر کلچر کا اطلاق محض اور محض غیر مادی چیز پر ہو مثلاً معاشرے کے افراد کا مجموعہ فکر ونظر، عقائد، پسند ناپسند اور معاشرے میں ہونے والے خاص خاص مواقع پر غصہ یا خوشی یعنی حساسات کے مجموعہ کا نام ہے جن کا تعلق انسان کے Super structure یعنی ذہنی ڈھانچے سے ہے اور بس تو پھر یہ کہنا بجا ہوگا کہ مذکورہ بالا مثال ہر اعتبار سے یہاں جچتی نہیں ہے لیکن ہم نے دیدہ دانستہ اس مادی مثال (مکان) کو لیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انتھروپالوجی میں کلچر دو قسم کا ہے ایک مادی کلچر Material culture اور دوسرا غیر مادی کلچر۔

کلچر کی اس مذکورہ بالا مادی اور غیر مادی تقسیم کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کلچر یا تمدن میں تبدیلی کے بارے میں مکان کی مثال دے کر تبدیلی کی جو صورتیں بتائی گئی ہیں ان کے پیش نظر آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ جہاں تک مادی تمدن یا کلچر کی بات ہے اس میں تبدیلی کی یہ مختلف صورتیں ممکن ہیں لیکن اسکے باوجود یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ کسی معاشرہ کا سارا کا سارا مادی کلچر یکبارگی تبدیل ہوجاتا ہے تبدیلی جو آتی ہے وہ جزوی ہوتی ہے یہ نہیں ہوتا کہ ایک ہی وقت میں کلچر کی تمام شقیں تبدیل ہوجاتی ہیں۔

غیر مادی کلچر میں تبدیلی کی رفتار مادی کلچر میں تبدیلی کی رفتار کی نسبت آہستہ ہوتی ہے۔مثال کے طور پر ہمارے پاکستانی معاشرہ میں جس قوم میں برادری کے اندر شادی کرنے کا رواج ہے اس میں تبدیلی نظر آتی ہے وہ کچھ اس قسم کی ہے کہ برادری کے بڑے بزرگ اب بھی مخالفت پر اتر آتے ہیں اگر برادری کا کوئی آدمی برادری کے باہر شادی کرنے کا خیال ظاہر کرتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں برادری کی نئی نسل کے لوگ خاص کر تعلیم یافتہ لوگ اور وہ لوگ جو گاؤں سے باہر شہروں میں ایک عرصہ رہ چکے ہوں برادری سے باہر شادی میں اتنی قباحت نہیں سمجھتے مگر اس کے برعکس مادی کلچر کی شق میں تبدیلی کی بات ہو تو ہوسکتا ہے۔بزرگ لوگ کچھ مخالفت کریں لیکن اتنی سختی سے نہیں کریں گے۔چنانچہ گاؤں میں کچے مکان کی جگہ پکا مکان بنتا ہے اور چٹائیوں اور دریوں کی جگہ میز کرسیاں نظر آتی ہیں۔اور ظہار ہے یہ

غیر مادی کلچر میں تبدیلی کی رفتار مادی کلچر میں تبدیلی کی رفتار کی نسبت آہستہ ہوتی ہے۔مثال کے طور پر ہمارے پاکستانی معاشرہ میں جس قوم میں برادری کے اندر شادی کرنے کا رواج ہے اس میں تبدیلی نظر آتی ہے وہ کچھ اس قسم کی ہے کہ برادری کے بڑے بزرگ اب بھی مخالفت پر اتر آتے ہیں اگر برادری کا کوئی آدمی برادری کے باہر شادی کرنے کا خیال ظاہر کرتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں برادری کی نئی نسل کے لوگ خاص کر تعلیم یافتہ لوگ اور وہ لوگ جو گاؤں سے باہر شہروں میں ایک عرصہ رہ چکے ہوں برادری سے باہر شادی میں اتنی قباحت نہیں سمجھتے مگر اس کے برعکس مادی کلچر کی شق میں تبدیلی کی بات ہو تو ہوسکتا ہے۔بزرگ لوگ کچھ مخالفت کریں لیکن اتنی سختی سے نہیں کریں گے۔چنانچہ گاؤں میں کچے مکان کی جگہ پکا مکان بنتا ہے اور چٹائیوں اور دریوں کی جگہ میز کرسیاں نظر آتی ہیں۔

اور ظہار ہے یہ تبدیلیاں غیر مادی تبدیلیوں سے زیادہ جلدی اپنی جگہ بنا لیتی ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سوال نمبر 3 فرد، خاندان اور بڑے شہروں پر نقل مکانی سے ہونے والے اثرات کا جائزہ پیش کریں۔

جواب:

نقل مکانی کے اہم اسباب وترغیبات: دنیا کے دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی دیہاتوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے رجحان میں اضافہو رہا ہے۔ دیہاتی اور پسماندہ علاقوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی اگرچہ خوشحالی اور ترقی کی نوید ہے تاہم یہ عمل بہتر منصوبہ بندی، وسائل کے بہتر انتظام و انصرام، خدمات کی احسن طریقے سے فراہمی، ہاوسنگ، بنیادی ڈھانچے، اور قوانین اور ضوابط کو منطبق کرنے سے مشروط ہے۔

پاکستان میں دیہی علاقوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی (اربنائزیشن) کا رجحان موجود ہے۔ ذرائع کے مطابق ا?بادی میں اضافہ، شہری علاقوں کی طرف نقل مکانی، اور اندرونی طور پر بے دخلی جیسے عوامل کی وجہ سے شہروں کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ شہروں کی طرف نقل مکانی کے بے ہنگم رجحان کے باعث سماجی، اقتصادی، اور ماحولیاتی مسائل سامنے ا? رہے ہیں۔ ماہرین کو اندازہ ہے کہ 2030ء تک ملک کی آبادی 242 ملین ہو جائے گی جن میں سے نصف آبادی شہروں میں مقیم ہوگی۔

سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 2013ء میں پاکستان کی دیہی آبادی 62.1 فیصد تھی جبکہ 2017ء میں یہ شرح 59.46 فیصد ہے۔ اسی طرح 2013ء میں پاکستان کی شہری آبادی 39.9 فیصد تھی جبکہ 2017ء میں یہ شرح 40.54 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ حکومت شہری علاقوں کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں بھی تمام ضروری سہولیات کی فراہمی پر توجہ دے رہی ہے تاکہ آبادی میں اضافہ اور دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے رجحان کو متوازن بنایا جا سکے۔

نقل مکانی اور اس کے اسباب: نقل مکانی کا عمل ابتدائے آفرینش سے جاری ہے۔ انسان ہی نہیں پرند چرند اور جنگلی جانور تک نقل مکانی کرتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی بھی ذی حیات بخوشی اپنی اصلی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ نہیں جاتا یہ سب کچھ کسی نہ کسی مجبوری کے تحت کیا جاتا ہے۔ موسم سرما سائبیریا اور روس کے دوسرے علاقوں سے سندھ میں آنے والے پرندوں کی مجبوری شدید سردی سے بچاؤ۔ تاریخ انسانی میں سب سے بڑے پیمانے میں نقل مکانی کی شہادت وسط ایشیا وروسی ترکستان سے نکل کر مشرق ومغرب میں دنیا کے مختلف ملکوں میں جا کر آباد ہونے والے آریاؤں کی ملتی ہے۔ اس کی وسعت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ یورپ اور ایشیا کی بیشتر اقوام آج اپنی نسبت آریہ قوم ہی سے بتاتی ہیں اسی طرح بہت بعد کی مثال امریکہ اور آسٹریلیا میں آباد قوموں کی ہے جو انگلستان سے نکل کر یہاں آباد ہو گئے اور یہ آج بھی انگریزی زبان ہی بولتے ہیں۔ لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک ہی کو نہیں جاتے خود اندرون ملک بھی انتقال آبادی کا عمل کسی نہ کسی صورت میں جاری رہتا ہے۔ البتہ کچھ حالات اس طرح ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ کبھی نقل مکانی کی رفتار بڑھ جاتی ہے اور کبھی یہ رک جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے چند دہائیوں سے خود پاکستان میں دیہی آبادی بڑی تعداد میں شہروں کو منتقل ہو رہی ہے۔

چار اسباب: مختلف ادوار میں نقل مکانی کے اسباب کے مختلف رہے ہیں لیکن زمین کی زرخیزی، موافق موسمی حالات اور روزگار کے وافر مسائل کو ہمیشہ اس کے لئے بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے لوگ اپنے آبائی علاقوں کو بحالت مجبوری ہی چھوڑ کر دوسری جگہ جاتے ہیں۔ آج کے دور میں نقل مکانی کے چار بنیادی اسباب قرار دیئے جا سکتے ہیں ان میں پہلا اقتصادی، دوسرا سیاسی و مذہبی، تیسرا سماجی و معاشرتی اور چوتھا آبادی میں اضافہ۔ آیئے اب ہر ایک پر اختصار کے ساتھ غور کرتے ہیں۔

1۔ اقتصادی سبب: بالخصوص کم ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں رائج استحصالی اور غیر عادلانہ معاشی اور اقتصادی نظام کی بناء پر معاشرہ دو واضح طبقوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا ہے ان طبقوں میں ایک امیر ہے اور دوسرا غریب۔ ایک ظالم ہے اور دوسرا مظلوم۔ خود ہمارے ملک کے مختلف حصوں کی اقتصادی حالت میں واضح عدم توازن موجود ہے اور اس کا سبب وہی استحصالی منصوبہ بندی ہے جو ملک کی نوکر شاہی، امیروں اور ظالموں کے مفادات اور ان کے مقاصد کو پورا کرنے کی خاطر ترتیب دیتی ہے۔ چند علاقوں کو یکسر نظر انداز کر کے وہاں کی آبادی کو غربت اور بیروزگاری کا مستقل شکار بنائے رکھنا اور دوسرے چند علاقوں کو ترقی کے بام عروج پر پہنچانے کی منصوبہ بندی کسی بھی لحاظ سے قابل ستائش قرار نہیں دی جا سکتی۔ آج کراچی کو صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز بنا کر رکھ دیا گیا۔ تھوڑی بہت توجہ حیدر آباد، فیصل آباد، گجرات، سیالکوٹ اور دوسرے چند دوسرے شہروں کی طرف بھی دی گئی ہے لیکن اس میں اعتدال اور توازن کا بہت بڑا فقدان پایا جاتا ہے۔

ملک کے بیشتر علاقوں میں کسی قسم کی صنعتی یا تجارتی سرگرمی نہیں پائی جاتی۔ گو پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن دیہی آبادی کو کاشتکاری کی طرف راغب کرنے کا کوئی منصوبہ ہمارے یہاں نہیں۔ بہت بڑی تعداد میں ہاری یا تو بے زمین ہیں یا ان کے پاس اتنی کم زمین ہے کہ تمام افراد خاندان اس میں نہیں کھپ سکتے اس طرح فاضل اور بے روزگار افراد لازمی طور پر ان مقامات کو رخ کریں گے جہاں انہیں روزگار ملنے کے مواقع مہیا ہوں گے۔ چھوٹے چھوٹے دیہات سے لوگ قصبوں کو اور قصبوں سے بڑے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ نقل مکانی کے سلسلے میں روزنامہ جنگ کے ادارتی نوٹ میں ایک عالمگیر حقیقت کراچی کے حوالہ سے بیان کر دی گئی ہے جو یہ ہے کہ "بنظر انصاف دیکھا جائے تو اس (انتقال آبادی) کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ملک کی صنعتی تجارتی اور کاروباری سرگرمیوں کا غالب حصہ کراچی میں مرتکز کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ خواہ کچھ بھی کیوں نہ رہی ہو لیکن اس سے ملک کے دور دراز علاقوں سے لوگوں کے کراچی کی طرف آنے کی وجہ سمجھ میں آ جاتی ہے۔"

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03345504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

پاکستان ہی نہیں دنیا بھر کے ملکوں کی آبادی کا رخ خلیجی ملکوں کی طرف بھی ہے اس لئے کہ وہاں روزگار کے وافر وسائل موجود ہیں ۔ چند سال قبل لوگ یورپ اور امریکہ کی طرف راغب تھے لیکن جب سے وہاں بے روزگاری کے تناسب میں اضافہ ہوا ہے لوگوں نے وہاں جانا چھوڑ دیا۔ بنگلہ دیش اور سری لنکا کے باشندے آج کل پاکستان کی طرف متوجہ ہیں اور اس کی وجہ بھی علاقہ میں بحیثیت مجموعی ہماری اچھی اقتصادی حالت ہے ۔

جب سندھ میں سکھر بیراج تعمیر ہوا اور یہاں زمین زیر کاشت لائی گئی تب بھی باہر سے بڑی تعداد میں کاشتکار آئے اور پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں پنجاب سے بڑی تعداد میں کاشتکاروں کو سندھ میں لاکر آباد کیا گیا۔لیکن بلوچستان کو جہاں لاکھوں ایکڑ زمین بے کار پڑی ہے کوئی رخ نہی کرتا اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ آج کی سکڑتی ہوئی دنیا میں مقامی اور بین الاقوامی سطح پر نقل مکانی کا سب سے بڑا جذبۂ محرکہ روزگار کے وسائل کی تلاش ہے ۔

سماجی و معاشرتی سبب: چند صدیوں قبل تک انسانی زندگی قبیلے کے بندھنوں میں بندھی ہوتی تھی ۔ قبیلے سے باہر کوئی شخص بھی نہیں تھا۔آج کے جدید دور میں صوبہ سرحد کے شمال میں آباد قبائل کے انداز زندگی سے ہم کچھ حد تک اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ قبیلے کے سردار کی اپنی صوابدید پر سب کچھ منحصر تھا۔جنگ و جدال صورت میں سردار کے حکم سے قبیلہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوجاتا تھا۔ قبیلے میں اندرونی خلفشار اور سرداری کے لئے رسہ کشی کی صورت میں بھی عموماً کمزار حصہ نقل مکانی کر جایا کرتا تھا۔ وسیع و عریض خالی پڑے ہوتے تھے ۔ کہتے ہیں بلوچ اور کرد دو بھائی تھے وہ عراق سے نکلے اور بلوچ مکران اور سندھ کے علاقہ میں آکر آباد ہو گیا اور کرد ایران کے مغرب میں ،آبادی میں اضافے کے ساتھ یہ مزید پھیلتے گئے ۔ابوظہبی کا حکمران خاندان کا قبیلہ پانی کی تلاش میں سینکڑوں میل سے چل کر العین میں آباد ہوگیا۔نقل مکانی میں ہم زبانی بھی ایک موئثر سبب ہے ۔

مذہبی و سیاسی سبب: مذہب کی بنیاد پر نقل مکانی کا رواج از منۂ قدیم سے رہا ہے اور اسے ہر مذہب میں ہجرت ہی کہا جاتا ہے ۔حضرت موسٰی علیہ السلام کی قوم کا مصر سے نکلنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت تاریخی ہی نہیں الہامی حقیقتیں بھی ہیں ۔ پھر انگلستان سے عیسائیوں کے ایک فرقہ کی امریکہ ہجرت بھی مذہب ہی کی بناء پر عمل میں آئی تھی ۔مذہب کے نام پر دوسروں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانا پرانی روایت رہی ہے لیکن اس کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کا خود مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ لوگ دراصل مذہب کو سمجھتے نہیں ہیں ۔

بھارت سے لاکھوں مسلمانوں کی پاکستان کو ہجرت بھی اسی بناء پر ہوئی کہ وہاں مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔اس تشدد کے پیچھے سیاسی عوامل بھی کارفرما تھے ۔یعنی یہ کہ مسلمانوں نے ایک آزاد اور خود مختار ملک پاکستان کے لئے مطالبے کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔ ہندوؤں کا وہی انتقامی جذبہ ہے کہ آج بھی بھارت میں آئے دن مسلم کش فسادات ہوتے رہتے ہیں ۔ عربوں کے قلب فلسطین کی حیثیت ختم کر کے یہودی مملکت کے قیام سے مسلمانوں اور عیسائیوں کو بڑی تعداد میں وہاں سے نکلنا پڑا ہے اور دنیا بھر سے آنے والے یہودیوں کو بسانے کے لئے اسرائیل کو جب بھی جگہ اور زمین کی ضرورت پڑتی ہے وہاں کے اصلی باشندوں کو بیدخل کر دیا جاتا ہے ۔

سمرقند، بخارا اور تاشقند کے علاقوں پر اشتراکی قبضہ کے بعد بھی وہاں سے لاکھوں مسلمان ہجرت پر مجبور ہوئے اور جنہوں نے مزاحمت کی ان میں سے بڑی تعداد کو ہلاک کر دیا گیا۔ افغانستان پر روسی یلغار اور وہاں اشتراکی حکومت کے قیام کے بعد چالیس پینتالیس لاکھ افغان ہجرت کر کے پاکستان اور ایران آنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں ۔حبشہ، یوگنڈا اور افریقہ کے کئی ملکوں میں مذہب اور سیاست کی بناء پر نقل مکانی کا عمل اختیار کیا جاتا ہے اور لوگ خطرہ کے علاقوں سے محفوظ علاقوں میں چلے جاتے ہیں ۔انتقال آبادی کا یہ عمل ویسے تو عارضی مدت کے لئے اختیار کیا جاتا ہے لیکن بعض حالات میں لوگ بوجوہ اپنے وطن یا اپنے علاقوں کو واپس جانے سے کتراتے ہیں ۔ بہرحال مذہبی اور سیاسی وجوہ کی بناء پر ہجرت اور نقل مکانی کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے ۔جس کے ختم ہونے کے آثار بھی نہیں پائے جاتے ۔

آبادی میں اضافہ: آبادی میں اضافے کا تعلق بھی اقتصادی صورتحال ہی سے ہے جب کسی جگہ آبادی میں اضافہ ہوجاتا ہے تو وہاں کے وسائل ناکافی ہوجاتے ہیں یا آبادی میں اضافے سے علاقہ تنگ ہوجاتا ہے یعنی زیر کاشت زمین ضروریات سے کم پڑ جاتی ہے تو پھر لوگوں کا اس جگہ مزید رہنا محال ہوجاتا ہے اس لئے پورا آبادی یا اس کا ایک حصہ دوسری جگہ منتقل ہوجاتا ہے ۔ آریاؤں کے انتقال آبادی کی وجوہات میں آبادی میں اضافہ اہم سبب سمجھا جاتا ہے ۔اب بھی یہی صورت حال پیش آتی ہے تو لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوجاتے ہیں اور آج دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی آبادی اس کی نشاندہی کرتی ہے کہ جوں جوں نسل انسانی میں اضافہ ہوتا رہا ہے، نئے ملک اور نئے خطے دریافت اور آباد کئے جاتے رہے ہے ۔اب چاند پر آبادی کے امکانات کا جو جائزہ لیا جارہا ہے وہ بھی مستقبل میں بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کے پیش نظر ہی ہے ۔

سوال نمبر 4 معاشرتی تحقیق سے کیا مراد ہے نیز معاشری تحقیق کے مقاصد اور اس کی اقسام بیان کریں۔

جواب۔

تحقیق کے عمومی اقدام مقاصد۔ تحقیق کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہوگی ۔کسی تحقیق میں عموماً مندرجہ ذیل اقدام پیش نظر رکھے جاتے ہیں ۔

ا۔ مسئلے یا عنوان کا انتخاب	۲۔ بیان مسئلہ یا عنوان کی وضاحت
۳۔ مقاصد تحقیق کی وضاحت	۴۔ طریقہ تحقیق کا انتخاب

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۵۔ مفروضات کا تعین
۶۔ معطیات یا حقائق جمع کرنا
۷۔ معطیات کی تنظیم و تجزیہ
۸۔ مفروضات کی آزمائش کر کے نتیجہ اخذ کرنا
۹۔ رپورٹ لکھنا

مسئلے کا انتخاب یا عنوان: تحقیق کا سب سے پہلا قدم مسئلے کا انتخاب ہے کیونکہ بغیر مسئلے یا عنوان کے تحقیق کا مواد جمع نہیں کیا جا سکتا۔ تحقیق کے لیے جو بھی عنوان منتخب کیا جائے وہ بہت غور و خوض کے بعد منتخب کیا جائے۔ تحقیق کا کام اس وقت شروع کیا جائے جب عنوان یا مسئلے کا ہر طرح سے جائزہ لیا جائے اور اس کی قدروں اور افادیت کو سمجھ لیا جائے۔ تحقیق کے مسئلے کا انتخاب مندرجہ ذیل اصولوں کے ماتحت ہونا چاہیے۔

بیان مسئلہ یا عنوان کی وضاحت: جب مسئلہ کا انتخاب کر لیا جائے تو اس کے بعد تحقیق کا دوسرا قدم یہ ہوگا کہ اس کی مکمل وضاحت کر دی جائے تا کہ کسی پہلو سے کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ ہو۔ بہتر ہو کہ مسئلے کی تعریف کر دی جائے اور تحقیقی پہلوؤں کو واضح کر دیا جائے یعنی جن امور پر تحقیق کی جائے ان کی مکمل وضاحت کر دی جائے۔

مقاصد تحقیق کی وضاحت: جن مقاصد کے پیش نظر زیر تحقیق مسئلے پر تحقیق کی جائے یا وہ کون سے مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے منتخب مسئلے پر تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے ان مقاصد کو وضاحت سے بیان کر دیا جائے۔

طریقہ تحقیق کا انتخاب: تحقیق طلب مسئلے کے حل یا اس سے عملی طور پر نبرد آزما ہونے کے لیے ایسے طریق کار کے انتخاب کی ضرورت پڑتی ہے جس کی بناء پر تمام حقائق کی جمع کرنے میں مدد ملے۔ جن کے تجزیے کے بعد مسئلے کے مفروضات کو رد یا قبول کرنے میں مدد مل سکے۔ تحقیقی مواد یا معطیات مناسب اور معتبر طریقوں سے جمع کئے جائیں۔ معطیات جمع کرنے کے متعدد طریقے میں کوئی ایک طریقہ کسی تحقیق میں کافی نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ حسب ضرورت اور مختلف حالات کے ماتحت مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں بہتر ہے کہ تحقیق کرتے وقت مختلف طریقوں کو استعمال میں لایا جائے اور ان کی مدد سے تحقیقی مواد جمع کیا جائے۔

مفروضات کا تعین: مفروضات دراصل ہمارا اندازہ ہوتا ہے جو مستقبل کے کسی خاص واقعے کے بارے میں کیا جاتا ہے۔ یہ مفروضہ یا انداز ہمارے جزوی علم پر مبنی ہوتا ہے ہم اس کو امکان بھی کہہ سکتے ہیں۔ تحقیق کا مفروضہ دو عوامل کے آپس کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو تحقیق کرنے والوں کے خیال میں موجود ہے اور جس کو وہ تحقیق سے ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ یعنی جب کوئی فرد تحقیق کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ذہن میں چند ایک چیزیں ضرور ہوتی ہیں۔

مفروضات کی آزمائش کر کے نتیجہ اخذ کرنا: تحقیق اس وقت تک قابل اعتماد اور قابل تصدیق نتائج نہیں دے سکتی جب تک کہ وہ پیمائش یا آزمائش کے طریقوں کو نہ اپنائے چنانچہ پیمائش کے اصولوں کو بروئے کار لا کر کسی مفروضے پر مواد جمع کیا جاتا ہے یہ مواد عموماً شماریاتی ہوتا ہے اس مواد پر تحقیق کے طریقے استعمال کر کے مفروضات پر نتائج حاصل کیے جاتے ہیں یہ نتائج بھی شماریاتی انداز میں ہوتے ہیں اور ان پر بھی پیمائش پائی جاتی ہے۔

رپورٹ لکھنا: جب تحقیق مکمل ہو جائے تو اس کے مراحل کی جملہ کاروائی کو رپورٹ کی صورت میں تحریر کیا جاتا ہے اس کے علاوہ تحقیق کے دوران جو دشواریاں اور مصائب پیش آئیں ان کو بھی بیان کیا جائے۔ جن لوگوں اور اداروں نے تحقیق میں تعاون کیا ان کے ناموں اور کاموں کا ذکر کیا جائے۔

سوالنامے کی خصوصیات:

سوالنامہ واضح اور موزوں ہو: سوالنامے میں جس قدر بھی سوالات تحریر کیے جائیں وہ واضح اور تحقیق سے تعلق رکھتے ہوں غیر متعلقہ چیزیں دریافت نہ کی جائیں اور نہ ہی ایسے سوالات مرتب کیے جائیں جن کا مطلب سمجھنے میں دشواری ہو جو بات دریافت کی جائے وہ بہت ہی واضح اور صاف ہو۔

زبان صاف اور سلیس ہو: سوالنامے میں جو زبان استعمال کی جائے وہ صاف اور سلیس ہو۔ پیچیدہ اور دشوار الفاظ نہ تحریر کیے جائیں سوالات کی تدوین میں محقق اپنی
قابلیت کے لیے ثقیل الفاظ نہ استعمال کرے۔

نفسیاتی اصولوں پر مبنی ہو: سوالنامے کے تمام سوالات کی تدوین میں نفسیاتی اصولوں اور تقاضوں کو پیش نظر رکھا جائے کوئی سوال ایسا نہ ہو جس سے جواب دہندہ کے جذبات بھڑک اٹھیں یا اس کے اعتقاد کو ٹھیس لگے اس صورت میں جواب دہندہ جواب دینے یا گوشوارہ بھرنے پر آمادہ نہ ہوگا۔

دلچسپ ہوں: سوالات ایسے مرتب کیے جائیں جن کے جواب دینے میں فرد کو خوشی محسوس ہو اور وہ دلچسپی اور سنجیدگی سے جواب دے سکیں۔

متضاد نہ ہوں: سوالات متضاد نہ ہوں اور نہ کوئی بات اشارے اور کنایے میں دریافت کی جائے سوالات ایسے ہوں جن کے جوابات کی جدول سازی کی جا سکے۔

صاف اور خوشخط ہوں: سوالات صاف اور خوشخط تحریر ہونے چاہییں اگر ٹائپ شدہ ہیں تو وہ بھی صاف اور کھلی جگہ میں ہیں۔ صاف اور خوشخط تحریریں بڑی حد تک جواب دینے کے لیے فرد کو راغب کر لیتی ہیں۔

سوالنامے کا کاغذ بہتر ہو: سوالنامہ جس کاغذ پر تیار کیا جائے وہ بہتر اور عمدہ ہوتا کہ جواب دینے میں روشنائی نہ پھیلے۔

جوابی لفافہ منسلک ہو: سوالنامے کے ساتھ جواب حاصل کرنے کے لیے ایک جوابی لفافہ مع پتے اور ٹکٹ منسلک ہوتا کہ جواب دہندہ کو کوئی رقم خرچ نہ کرنی پڑے۔ بعض سوالنامے لفافے کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہے ہیں کیونکہ جواب دہندہ کو اتنی دلچسپی نہیں ہوتی کہ وہ خود ٹکٹ لگا کر محقق کو ارسال کر سکے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

گزارش کا خط منسلک ہو: سوالنامے کے ساتھ ایک گزارش کا خط منسلک ہونا چاہیے جس میں تحقیقی موضوع یا مسئلے کی اہمیت اور قدر و قیمت کی وضاحت کی جائے اور معلومات کو صیغہ راز میں رکھنے کا اطمینان دلایا جائے اس کے ساتھ ساتھ ان کے تعاون کے لیے اظہار تشکر بھی کیا جائے اگر سوالنامے میں مذکورہ بالا خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر سوالات مرتب کیے گئے تو بڑی حد تک تحقیق میں مدد ملے گی اور اس طریقے سے کم لاگت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

علم بشریات میں تحقیق کے طریقے

تحقیق کی مندرجہ ذیل تین صورتیں یا اقسام ثقافتی بشریات کے علم میں استعمال ہوتی ہیں:۔

1) تاریخی تحقیق Historical Research
2) بیانیہ تحقیق Descriptive Reasearch
3) تجرباتی تحقیق Experimental Research

تاریخی تحقیق

تاریخی تحقیق کے طریقے سے علم بشریات کے علم کے بارے میں ایسے حقائق کو جمع کرنا، منتخب کرنا، ان کا جائزہ لینا اور تصدیق کر کے پھر ان کی درجہ بندی کرنا ہوتی ہے۔ جن کا تعلق گزرے ہوئے زمانہ، گذشتہ اور کم گشتہ واقعات سے ہوتا ہے اس تحقیق کا بڑا مقصد گذشتہ حالات واقعات کے بارے میں صحیح صحیح معلومات حاصل کر کے حال اور مستقبل کے ثقافتی حالات و واقعات کے بارے میں اندازہ لگانا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں محقق کو تاریخی مواد، تحریروں، کتب، واقعات اور تاریخی رکھارڈ کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔

بیانیہ تحقیق: بیانیہ تحقیق سے مراد موجودہ حالات، حقائق اور واقعات کو بعینہ اس طرح واضح طور پر بیان کرنا ہے جس طرح کہ وہ اپنی اصلی حالت میں رونما ہورہے ہیں۔ اس قسم کی تحقیق سے حاصل شدہ معطیات نئے ثقافتی رجحانات اور گروہی کردار مفید اور خاصے کارآمد ہوتے ہیں۔ یعنی جب ہم ایسے مسائل کے بارے میں تحقیق کرنا چاہیں جن کا تعلق علم بشریات کے علم کے مختلف امور اور واقعات کی وضاحت درکار ہو یا پھر ہمیں اس بات کی نشاندہی کرنا مقصود ہو کہ مختلف ثقافتی عوامل کے باہمی ارتباط کی کیا نوعیت ہے تو ایسی تحقیق کو ہم بیانیہ یا وضاحتی تحقیق کا نام دیتے ہیں۔

تجرباتی تحقیق

تحقیق میں جن حقائق کا مشاہدہ مقصود ہوتا ہے وہ یا تو تاریخ کے اوراق کی نسبت سے یا پھر بیانیہ تحقیق کے طریقوں سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ تحقیق کی صورت خواہ کوئی بھی ہے مقصد یہ ہوتا ہے کہ تجزیہ کرنے کے لیے جن حقائق کا انتخاب کیا جائے، وہ قابل اعتماد ہوں۔ تاریخی حقائق کی نسبت بیانیہ حقائق پر آسانی سے اعتماد کیا جاسکتا ہے لیکن ان حقائق کی صحت اور جواز پر زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے جن پر عمل اور اختیاری طریقے کے بعد تسلی کی جائے کہ ان کے عناصر ترکیبی کیا ہیں اور یہ کس طرح رونما ہوتے ہیں۔ ایسی تحقیق کے لیے ایک باقاعدہ سائنسی طریقہ کار رہتا ہے جسے تجربہ یا لیبارٹری طریقہ کیا جاتا ہے۔ ایسی تحقیق تجرباتی تحقیق کہلاتی ہے اسے سائنسی تجربہ بھی کہتے ہیں سائنسی تجربے کا قبل از وقت منصوبہ بھی اس تحقیق اور بیانیہ ردعمل میں کارآمد ہوسکتا ہے۔

رپورٹ لکھنے کی اہمیت وضرورت۔

جواب۔

رپورٹ لکھنا: جب تحقیق مکمل ہوجائے تو اس کے مراحل کی جملہ کاروائی کو رپورٹ کی صورت میں تحریر کیا جاتا ہے اس کے علاوہ تحقیق کے دوران جو دشواریاں اور مصائب پیش آئیں ان کو بھی بیان کیا جائے۔ جن لوگوں اور اداروں نے تحقیق میں تعاون کیا ان کے ناموں اور کاموں کا ذکر کیا جائے۔

سوالنامے کی خصوصیات:

سوالنامہ واضح اور موزوں ہو: سوالنامے میں جس قدر بھی سوالات تحریر کیے جائیں وہ واضح اور تحقیق سے تعلق رکھتے ہوں غیر متعلقہ چیزیں دریافت نہ کی جائیں اور نہ ہی ایسے سوالات مرتب کیے جائیں جن کا مطلب سمجھنے میں دشواری ہو جو بات دریافت کی جائے وہ بہت ہی واضح اور صاف ہو۔

زبان صاف اور سلیس ہو: سوالنامے میں جو زبان استعمال کی جائے وہ صاف اور سلیس ہو۔ پیچیدہ اور دشوار الفاظ نہ تحریر کیے جائیں سوالات کی تدوین میں محقق اپنی
قابلیت کے لیے ثقیل الفاظ نہ استعمال کرے۔

نفسیاتی اصولوں پر مبنی ہو: سوالنامے کے تمام سوالات کی تدوین میں نفسیاتی اصولوں اور تقاضوں کو پیش نظر رکھا جائے کوئی سوال ایسا نہ ہو جس سے جواب دہندہ کے جذبات بھڑک اٹھیں یا اس کے اعتقاد کو ٹھیس لگے اس صورت میں جواب دہندہ جواب دینے یا گوشوارہ بھرنے پر آمادہ نہ ہوگا۔

دلچسپ ہوں: سوالات ایسے مرتب کیے جائیں جن کے جواب دینے میں فرد کو خوشی محسوس ہو اور وہ دلچسپی اور سنجیدگی سے جواب دے سکیں۔

متضاد نہ ہوں: سوالات متضاد نہ ہوں اور نہ کوئی بات اشارے اور کنایے میں دریافت کی جائے سوالات ایسے ہوں جن کے جوابات کی جدول سازی کی جاسکے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی حل شدہ اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آج ہی کے نمبر پر رابطہ کریں

03345504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

صاف اور خوشخط ہوں: سوالات صاف اور خوشخط تحریر ہونے چاہییں اگر ٹائپ شدہ ہیں تو وہ بھی صاف اور کھلی جگہ میں ہیں۔ صاف اور خوشخط تحریریں بڑی حد تک جواب دینے کے لیے فرد کو راغب کر لیتی ہیں۔

سوالنامے کا کاغذ بہتر ہو: سوالنامہ جس کاغذ پر تیار کیا جائے وہ بہتر اور عمدہ ہو تاکہ جواب دینے میں روشنائی نہ پھیلے۔

جوابی لفافہ منسلک ہو: سوالنامے کے ساتھ جواب حاصل کرنے کے لیے ایک جوابی لفافہ مع پتے اور ٹکٹ منسلک ہو تاکہ جواب دہندہ کو کوئی رقم خرچ نہ کرنی پڑے۔ بعض سوالنامے لفافے کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہے ہیں کیونکہ جواب دہندہ کو اتنی دلچسپی نہیں ہوتی کہ وہ خود ٹکٹ لگا کر محقق کو ارسال کر سکے۔

گزارش کا خط منسلک ہو: سوالنامے کے ساتھ ایک گزارش کا خط منسلک ہونا چاہیے جس میں تحقیقی موضوع یا مسئلے کی اہمیت اور قدر و قیمت کی وضاحت کی جائے اور معلومات کو صیغہ راز میں رکھنے کا اطمینان دلایا جائے اس کے ساتھ ساتھ ان کے تعاون کے لیے اظہار تشکر بھی کیا جائے اگر سوالنامے میں مذکورہ بالا خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر سوالات مرتب کیے گئے تو بڑی حد تک تحقیق میں مدد ملے گی اور اس طریقے سے کم لاگت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

سوال نمبر 5 مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

1. معاشرتی تحقیق میں رپورٹ لکھنے کی اہمیت

جواب۔

تحقیق کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہوگی۔ کسی تحقیق میں عموماً مندرجہ ذیل اقدام پیش نظر رکھے جاتے ہیں۔

۱۔ مسئلے یا عنوان کا انتخاب — ۲۔ بیان مسئلہ یا عنوان کی وضاحت

۳۔ مقاصد تحقیق کی وضاحت — ۴۔ طریقہ تحقیق کا انتخاب

۵۔ مفروضات کا تعین — ۶۔ معطیات یا حقائق جمع کرنا

۷۔ معطیات کی تنظیم و تجزیہ — ۸۔ مفروضات کی آزمائش کر کے نتیجہ اخذ کرنا

۹۔ رپورٹ لکھنا

مسئلے کا انتخاب یا عنوان: تحقیق کا سب سے پہلا قدم مسئلے کا انتخاب ہے کیونکہ بغیر مسئلے یا عنوان کے تحقیق کا مواد جمع نہیں کیا جاسکتا۔ تحقیق کے لیے جو بھی عنوان منتخب کیا جائے وہ بہت غور و خوص کے بعد منتخب کیا جائے۔ تحقیق کا کام اس وقت شروع کیا جائے جب عنوان یا مسئلے کا ہر طرح سے جائزہ لیا جائے اور اس کی قدروں اور افادیت کو سمجھ لیا جائے۔ تحقیق کے مسئلے کا انتخاب مندرجہ ذیل اصولوں کے ماتحت ہونا چاہیے۔

بیان مسئلہ یا عنوان کی وضاحت: جب مسئلہ کا انتخاب کر لیا جائے تو اس کے بعد تحقیق کا دوسرا اقدام یہ ہوگا کہ اس کی مکمل وضاحت کر دی جائے تاکہ کسی پہلو سے کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ ہو۔ بہتر ہو کہ مسئلے کی تعریف کر دی جائے اور تحقیقی پہلوؤں کو واضح کر دیا جائے یعنی جن امور پر تحقیق کی جائے ان کی مکمل وضاحت کر دی جائے۔

مقاصد تحقیق کی وضاحت: جن مقاصد کے پیش نظر زیر تحقیق مسئلے پر تحقیق کی جائے یا وہ کون سے مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے منتخب مسئلے پر تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے ان مقاصد کو وضاحت سے بیان کر دیا جائے۔

طریقہ تحقیق کا انتخاب: تحقیق طلب مسئلے کے حل یا اس سے عملی طور پر نبرد آزما ہونے کے لیے ایسے طریق کار کے انتخاب کی ضرورت پڑتی ہے جس کی بناء پر تمام حقائق کی جمع کرنے میں مدد ملے۔ جن کے تجزیے کے بعد مسئلے کے مفروضات کو رد یا قبول کرنے میں مدد مل سکے۔ تحقیقی مواد یا معطیات مناسب اور معتبر طریقوں سے جمع کیے جائیں۔ معطیات جمع کرنے کے متعدد طریقے میں کوئی ایک طریقہ کسی تحقیق میں کافی نہیں سمجھا جاسکتا۔ بلکہ حسب ضرورت اور مختلف حالات کے ماتحت مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں بہتر ہے کہ تحقیق کرتے وقت مختلف طریقوں کو استعمال میں لایا جائے اور ان کی مدد سے تحقیقی مواد جمع کیا جائے۔

مفروضات کا تعین: مفروضات دراصل ہمارا اندازہ ہوتا ہے جو مستقبل کے کسی خاص واقعے کے بارے میں کیا جاتا ہے۔ یہ مفروضہ یا انداز ہمارے جزوی علم پر مبنی ہوتا ہے ہم اس کو امکان بھی کہہ سکتے ہیں۔ تحقیق کا مفروضہ دو عوامل کے آپس کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو تحقیق کرنے والوں کے خیال میں موجود ہے اور جس کو وہ تحقیق سے ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ یعنی جب کوئی فرد تحقیق کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ذہن میں چند ایک چیزیں ضرور ہوتی ہیں۔

مفروضات کی آزمائش کر کے نتیجہ اخذ کرنا: تحقیق اس وقت تک قابل اعتماد اور قابل تصدیق نتائج نہیں دے سکتی جب تک کہ وہ پیمائش یا آزمائش کے طریقوں کو نہ اپنائے چنانچہ پیمائش کے اصولوں کو بروئے کار لا کر کسی مفروضے پر مواد جمع کیا جاتا ہے یہ مواد عموماً شماریاتی ہوتا ہے اس مواد پر تحقیق کے طریقے استعمال کر کے مفروضات پر نتائج حاصل کیے جاتے ہیں یہ نتائج بھی شماریاتی انداز میں ہوتے ہیں اور ان پر بھی پیمائش پائی جاتی ہے۔

رپورٹ لکھنا: جب تحقیق مکمل ہو جائے تو اس کے مراحل کی جملہ کاروائی کو رپورٹ کی صورت میں تحریر کیا جاتا ہے اس کے علاوہ تحقیق کے دوران جو دشواریاں اور مصائب پیش آئیں ان کو بھی بیان کیا جائے۔ جن لوگوں اور اداروں نے تحقیق میں تعاون کیا ان کے ناموں اور کاموں کا ذکر کیا جائے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0345 4504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

2. دیہی علاقوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی کی اہم وجوہات

جواب۔

بالخصوص کم ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں رائج استحصالی اور غیر عادلانہ معاشی اور اقتصادی نظام کی بناء پر معاشرہ دو واضح طبقوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا ہے ان طبقوں میں ایک امیر ہے اور دوسرا غریب۔ ایک ظالم ہے اور دوسرا مظلوم۔ خود ہمارے ملک کے مختلف حصوں کی اقتصادی حالت میں واضح عدم توازن موجود ہے اور اس کا سبب وہی استحصالی منصوبہ بندی ہے جو ملک کی نوکر شاہی، امیروں اور ظالموں کے مفادات اور ان کے مقاصد کو پورا کرنے کی خاطر ترتیب دیتی ہے۔ چند علاقوں کو یکسر نظرانداز کر کے وہاں کی آبادی کو غربت اور بیروزگاری کا مستقل شکار بنائے رکھنا اور دوسرے چند علاقوں کو ترقی کے بام عروج پر پہنچانے کی منصوبہ بندی کسی بھی لحاظ سے قابل ستائش قرار نہیں دی جا سکتی۔ آج کراچی کو صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز بنا کر رکھ دیا گیا۔ تھوڑی بہت توجہ حیدر آباد، فیصل آباد، گجرات، سیالکوٹ اور دوسرے چند دوسرے شہروں کی طرف بھی دی گئی ہے لیکن اس میں اعتدال اور توازن کا بہت بڑا فقدان پایا جاتا ہے۔ ملک کے بیشتر علاقوں میں کسی قسم کی صنعتی یا تجارتی سرگرمی نہیں پائی جاتی۔ گو پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن دیہی آبادی کو کاشتکاری کی طرف راغب کرنے کا کوئی منصوبہ ہمارے یہاں نہیں۔ بہت بڑی تعداد میں ہاری یا تو بے زمین ہیں یا ان کے پاس اتنی کم زمین ہے کہ تمام افراد خاندان اس میں نہیں کھپ سکتے اس طرح فاضلا اور بے روزگار افراد لازمی طور پر ان مقامات کو رخ کریں گے جہاں انہیں روزگار ملنے کے مواقع مہیا ہوں گے۔ چھوٹے چھوٹے دیہات سے لوگ قصبوں کو اور قصبوں سے بڑے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ نقل مکانی کے سلسلے میں روزنامہ جنگ کے اداراتی نوٹ میں ایک عالمگیر حقیقت کراچی کے حوالہ سے بیان کر دی گئی ہے جو یہ ہے کہ "بنظر انصاف دیکھا جائے تو اس (انتقال آبادی) کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ملک کی صنعتی تجارتی اور کاروباری سرگرمیوں کا غالب حصہ کراچی میں مرتکز کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ خواہ کچھ بھی کیوں نہ رہی ہو لیکن اس سے ملک کے دور دراز علاقوں سے لوگوں کے کراچی کی طرف آنے کی وجہ سمجھ میں آجاتی ہے۔

پاکستان ہی نہیں دنیا بھر کے ملکوں کی آبادی کا رخ خلیجی ملکوں کی طرف بھی ہے اس لئے کہ وہاں روزگار کے وافر وسائل موجود ہیں۔ چند سال قبل لوگ یورپ اور امریکہ کی طرف راغب تھے لیکن جب سے وہاں بے روزگاری کے تناسب میں اضافہ ہوا ہے لوگوں نے وہاں جانا چھوڑ دیا۔ بنگلہ دیش اور سری لنکا کے باشندے آج کل پاکستان کی طرف متوجہ ہیں اور اس کی وجہ بھی علاقہ میں بحیثیت مجموعی ہماری اچھی اقتصادی حالت ہے۔

جب سندھ میں سکھر بیراج تعمیر ہوا اور یہاں زمین زیر کاشت لائی گئی تب بھی باہر سے بڑی تعداد میں کاشتکار آئے اور پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں پنجاب سے بڑی تعداد میں کاشتکاروں کو سندھ میں لا کر آباد کیا گیا لیکن بلوچستان کو جہاں لاکھوں ایکڑ زمین بے کار پڑی ہے کوئی رخ نہیں کرتا اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ آج کی سکڑتی ہوئی دنیا میں مقامی اور بین الاقوامی سطح پر نقل مکانی کا سب سے بڑا جذبہ محرکہ روزگار کے وسائل کی تلاش ہے۔

سماجی و معاشرتی سبب: چند صدیوں قبل تک انسانی زندگی قبیلے کے بندھنوں میں بندھی ہوئی تھی۔ قبیلے سے باہر کوئی شخص بھی نہیں تھا۔ آج کے جدید دور میں صوبہ سرحد کے شمال میں آباد قبائل کے انداز زندگی سے ہم کچھ حد تک اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ قبیلے کے سردار کی اپنی صوابدید پر سب کچھ منحصر تھا۔ جنگ و جدال صورت میں سردار کے حکم سے قبیلہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوجاتا تھا۔ قبیلے میں اندرونی خلفشار اور سرداری کے لئے رسہ کشی کی صورت میں بھی عموماً کمزار حصہ نقل مکانی کر جایا کرتا تھا۔ وسیع و عریض خالی پڑے ہوتے تھے۔ کہتے ہیں بلوچ اور کرد دو بھائی تھے وہ عراق سے نکلے اور بلوچ مکران اور سندھ کے علاقہ میں آ کر آباد ہو گیا اور کرد ایران کے مغرب میں، آبادی میں اضافے کے ساتھ یہ مزید پھیلتے گئے۔ ابوظہبی کا حکمران خاندان کا قبیلہ پانی کی تلاش میں سینکڑوں میل سے چل کر العین میں آباد ہو گیا۔ نقل مکانی میں ہم زبانی بھی ایک موثر سبب ہے۔

مذہبی و سیاسی سبب: مذہب کی بنیاد پر نقل مکانی کا رواج از منہ قدیم سے رہا ہے اور اسے ہر مذہب میں ہجرت ہی کہا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا مصر سے نکلنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت تاریخی ہی نہیں الہامی حقیقتیں بھی ہیں۔ پھر انگلستان سے عیسائیوں کے ایک فرقہ کی امریکہ ہجرت بھی مذہب ہی کی بناء پر عمل میں آئی تھی۔ مذہب کے نام پر دوسروں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانا پرانی روایت رہی ہے لیکن اس کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کا خود مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ لوگ دراصل مذہب کو سمجھتے نہیں ہیں۔

3. ثقافت کے پھیلاؤ کا نظریہ

جواب۔

کلچر کا پھیلاؤ: نظریہ پھیلاؤ کے حامیوں کا کہنا ہے کہ بنیادی طور پر انسان موجد نہیں ہوتا۔ ایجاد کرنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ لہٰذا مختلف معاشروں تمدن یا کلچر میں جو مماثلت اور مشابہتیں پائی جاتی ہیں وہ کلچر کے پھیلنے اور منتشر ہونے کی وجہ سے ہے یعنی کلچر اپنے مرکز سے جہاں وہ پیدا ہوا باہر نکلتا ہے۔ پھیلتا ہے اور دوسروں تک پہنچتا ہے۔

کئی نمایاں بنیادی تمدن دنیا کے مختلف حصوں میں آہستہ آہستہ ابھرے اور پھر اپنے مرکز سے باہر کی طرف پھیلے اور جب ہیلم ملے تو گھل مل جانے کی کوششیں کچھ تبدیلیاں بھی آئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف علاقوں کے کلچر میں کچھ مشابہت بھی نظر آتی ہے۔ اور فرق بھی نظر آتا ہے۔ یہ نظریہ بیسویں صدی کے شروع میں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اورآن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی،پی ایچ ڈی اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

معروف ہوا۔اس کا پیش کرنے والا ایک جرمن انتھرو پالوجسٹ تھا۔

برطانوی انتھرو پالوجسٹ نیاس سے ذرا مختلف نظریہ پیش کیا۔ان کے نزدیک سارے کلچر یا تمدن کا اصل مرکز ایک ہی تھا اور وہ تھا مصر اور مصریوں نے دراصل تمدن کو دنیا مین پھیلا اور وحشی زندگی کے دور میں رہنے والے لوگوں تک کلچر کی روشنی پھیلائی جس کے نتیجہ میں ان میں تبدیلی آئی اور وہ ترقی کرنے لگے۔ کلچر کے عناصر کے ایک معاشرہ سے دوسرے معاشرہ تک پھیلنے کے اس نظریہ کی کمزوری یہ ہے کہ جو چند ایک شواہد پر مبنی ہے لہذا اس میں وہ وزن نہیں ہے جو تمام مشاہدات پر مبنی ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔

نظریہ پھیلاؤ کے مطابق: تمدنی نظام کے تمام پہلو ایک معاشرہ سے دوسرے معاشرہ تک منتقل ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں مگر یہ انتقال ایک قدرتی عمل یا خود کار مشین کے ذریعے نہیں ہو جاتا۔دوسروں کے کلچر کی کسی بھی خصوصیت کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہر کلچر کو ہوتا ہے اور پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ اسے اس طرح بغیر ترمیم کے قبول کرلیں یا ترمیم کے ساتھ قبول کریں۔ برتھ ڈے کی تقریب موم بتیاں جلا کر ہپی برتھ ڈے ٹو یو‘‘ کرمنانا خالصتاً یورپی کلچر کی ایجاد ہے جسے پاکستان کے امیر گھرانوں نے بالکل ہو بہو اس طرح قبول کرلیا ہے مگر ہر ایک مغربی کلچر ایٹم ہے ہم نے ہو بہو قبول نہیں کیا۔ان مادی کلچر کی بہت چیزیں نے ہم نے لے لی ہیں۔ان کی صنعتی مصنوعات کا پھیلاؤ اس قدر ہے کہ کس کس چیز کا ذکر کیا جائے مگر یہ بھی دیکھا گیا ہے یعنی مادی چیزوں جو ہم نے ان سے لی ہیں ان کے استعمال کے طریق میں ہم کچھ فرق کر لیتے ہیں مثلاً چھری کانٹے سے کھانا مغربی کلچر کا حصہ ہے ہم انہیں استعمال تو کرتے ہیں لیکن جہاں پر یورپی کانٹا بائیں ہاتھ ہیں اور چھری دائیں ہاتھ میں رکھتا ہے ہمارا دائیں ہاتھ کھانا کھانے پر سختی سے کاربند مسلمان کانٹا دائیں ہاتھ میں رکھے گا۔

ثقافتی پھیلاؤ اور معاشرتی گروہ بندی۔

موجودہ دور میں کلچر کے پھیلاؤ کے نظریہ کیس چائی کا ثبوت ہمیں روزمرہ کے مشاہدات سے مل رہا ہے ٹیلی ویژن کی بدولت بین الاقوامی تجارت میں فروغ کی وجہ سے ترقی یافتہ ملکوں کی مصنوعات جو مادی تمدن کا حصہ ہیں دھڑا دھڑ ہمارے اور دوسرے ملکوں میں پہنچ رہی ہے۔جس کے نتیجہ میں پرانے طور طریقوں مین تبدیلی آرہی ہے غیر ملکی فلموں کا خاصا اثر ہے خواہ دستاویزی ہوں یا خالصتاً سینما میں دکھائی جانے والی فلمیں۔ان کو شوق سے دیکھنا ہی اثر لینے کے مترادف ہے۔ بھارتی فلموں کو وی سی آر کے ذریعے دیکھنا دیوانگی کا کچھ نہ پوچھئے۔ان میں جو اس وقت عریانی آچکی ہے۔اس کا قرآن کا دیا ہوا مذہب یقیناً اجازت نہیں دیتا۔مگر مذہب کی پرواہ کتنے لوگ کرتے ہیں۔ بڑے شوق سے بچے جوان بوڑھے ان فلموں کو دیکھتے ہیں روکیں تو چوری چوری دیکھتے ہیں۔اس طرح عورتوں کو منظر عام پر لاکر نمائش کرنا جس طرح ماڈلنگ میں خوبصورت لڑکیوں کو مزید خوبصورت کرکے دکھایا جاتا ہے۔اس کی ابتدائی اسلام نے کب اجازت دی ہے۔ اب تو برقہ پوش خواتین کی ایک خاص تعداد چادروں پر آ گئی ہے۔اور ایک تعداد ایسی ہے جو چادریں ابھی چھوڑ چکی ہے۔نوجوان لڑکیاں جو پہلے دوپٹہ سروں پر اوڑھا کرتی تھیں اب ان کے دوپٹے رسی بن کر گلے میں لٹکنے لگے ہیں۔غور کیجیے اور مشاہدہ کی نظر میں تیز کیجیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم اپنی پرانی روایات اور اسلامی طریق زندگی سے کتنی دور ہوتے جارہے ہیں ان باتوں پر غور کرنے سے ہم جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ

صنعت اور ٹیکنالوجی کا فروغ:

صنعت اور ٹیکنالوجی کے فروغ نے کلچر کے پھیلاؤ کے نظریہ کو اس دور میں بڑی تقویت پہنچائی ہے اور کلچر کے مادی عناصر ایک یا ایک سے زیادہ مراکز سے دوسرے ملکوں میں پھیلتے جارہتے ہیں۔اور اس مادی کلچر کے پھیلنے سے طرز زندگی میں رہن سہن کے طریقوں میں تبدیلی آرہی ہے۔اور ذہن بھی ان خواہشات اور ترجیحات کو قبول کررہا ہے۔ پھیلاؤ کے نظریہ کے مطابق دوسرے کلچر کے عناصر کو قبول کرنا یا نہ کرنا دونوں صورتیں ناممکن ہیں۔جس عنصر کو قبول کیا جائے اسے کچھ ترمیم کے ساتھ اپنے کلچر میں فٹ کرلیا جاتا ہے۔

4. جرگہ اور پنچائت کا تعارف

جواب۔

جرگہ کی اہمیت: یہ قبائلی گاؤں کے لوگوں کے جھگڑے اور معاملات کا فیصلہ کرنے کیلئے گاؤں کے بڑے بزرگوں اور سرداروں کی ایک مجلس ہوتی ہے جس کی اتھارٹی کے بارے میں اتفاق رائے ہوتا ہے جرگہ عام طور پر قبائلی پٹھان اور پختونوں معاشروں میں پایا جاتا ہے ایک تحقیق کے مطابق آزاد کشمیر کے بعض دیہات میں بھی اس کی موجودگی کا ثبوت ملتا ہے۔ جرگہ کے فیصلے ماننا لازمی ہوتا ہے اس کی اتھارٹی ایک فرد پر مشتمل نہیں ہوتی۔یعنی شہری معاشروں کی مانند اس میں بھی رسمی عدالت کی طرح جج نہیں ہوتا نہ تحصیل دار نہ مجسٹریٹ اور نہ تھانیدار ہوتا ہے بلکہ جھگڑوں کا فیصلہ کرنے، کسی معاشرتی جرم پر سزا دینے اور اس پر عمل درآمد کروانے، معاشرے کے رسم و رواج قواعد و توقعات کی خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف فیصلہ کرنے کے لیے جرگہ کئی افراد پر مشتمل ایک عارضی اجتماع ہوتا ہے۔غیر مستقل نوعیت کے اجتماع کے لیے کوئی رسمی طرق کار نہیں ہوتا کیونکہ یہ ایسے معاشرے کی ’’عدالت‘‘ جس میں تحریری یا رسمی قوانین نہیں ہوے۔ جب کسی معاملے کے فیصلے کے لیے جگرہ بلانے کی ضرورت ہوتی ہے تو بزرگوں کو پیغام بھجوادیا جاتا ہے وہ آجاتے ہیں اور تعداد مقرر نہیں ہوگی اگر معاملہ اتنا اہم نہ ہو تو تھوڑی تعداد پر اکتفا ہوسکتا ہے۔لیکن اگر معاملہ بہت سنگین نوعیت کا ہو تو زیادہ بزرگوں کو بلایا جاتا ہے۔ جرگے کی رکنیت کی کسوٹی مال یا طاقت یا وراثت نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو

0334-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائمنٹس کے لیے رابطہ کریں

عمر، تجربہ، علم و دانائی میں بڑا ہو اور معاشرے میں اس کی غیر جانبداری، دیانتداری اور معاملات کی خوش اسلوبی سے نمٹانے کی اہلیت رکھنے کی وجہ سے مانا جاتا ہو وہ جرگے کی نمائندگی کر سکتا ہے۔ جب معاملے کا تعلق دو گاؤں سے ہو تو پڑوسی گاؤں کے نمائندے بھی جرگے میں بلا لیے جاتے ہیں۔ جرگہ معاشرتی زندگی معمول پر لانے اس میں توازن پیدا کرنے میں بہترین کردار ادا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جن معاشروں میں جرگہ موجود ہے اور فعال بھی ہے وہاں لوگ حکومتی اداروں مثلاً کچہری تھانہ یا یونین کونسل کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اپنے معاملات جرگے کے سامنے پیش کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ایک حالیہ تحقیق کی رو سے کورٹ کے مقابلے میں جرگہ میں پیش کیئے گئے قتل کے کے واقعات کے تصفیے میں جرگہ سو فیصد کامیاب رہا ہے جبکہ کورٹ کو 63 فیصد کامیابی ہوئی۔ جرگہ گاؤں کے اندر کے جھگڑوں سے لے کر دو گاؤں کے درمیان جھگڑوں میں صلح کراتا ہے۔ گاؤں سے متعلق کئے گئے فیصلے حکومت تک پہنچانے کا کام بھی کرتا ہے اصولی طور پر جرگہ ہر قسم کے فیصلے کرانے کا مجاز ہوتا ہے دو خاندان کے جھگڑے اگر وہ خود طے نہ کر سکیں تو جرگہ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اگر کوئی پارٹی چاہے تو شادی کے لیے پیغام پہچانے کے لیے بھی جرگہ کے چند بڑے بزرگوں کا سہارا لے سکتی ہے۔ بالخصوص عامی مسائل کے حل میں جرگہ کا کردار ناگزیر ہوتا ہے۔ مثلاً مسجد یا مزار کی تعمیر کا مسئلہ ہو تو جرگہ والے رقوم اکٹھی کرتے ہیں کسی کو گاؤں سے نکال دینے کی سزا دینی ہو تو جرگہ فیصلہ دیتا ہے۔

پنچائیت کی اہمیت: برادری کے اندر یا دو برادریوں کے افراد کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات اور جھگڑوں کا تصفیہ کرانے والی ایک کونسل ہوتی ہے اس میں برادری کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو عمر اور تجربہ اور علم کے لحاظ سے برادری میں قابل احترام اور صاحب احترام سمجھے جاتے ہیں۔

پنچائیت پانچ ممبران پر مشتمل مجلس ہوتی ہے۔ ''علوی'' کے نزدیک ایک گاؤں میں تین قسم کی پنچائتیں ہو سکتی ہیں۔ سب سے بڑی پنچائیت گاؤں کی پنچائیت کہلاتی ہے جو ایسے جھگڑوں اور اختلافات کا تصفیہ کرتی ہے۔ جن سے پورا گاؤں متاثر ہو رہا ہو۔ جن کا تعلق دو برادریوں کے گھرانوں سے ہو ایک دوسری قسم کی پنچائیت ان معاملات اور اختلافات کو دور کرنے کے لئے بلائی جاتی ہے جو ایک برادری کے افراد کے درمیان پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک تیسری قسم کی پنچائیت ہے جو برادریوں کے اندر چھوٹی برادری کے بزرگوں پر مشتمل ہوتی ہے پتی بڑی برادری کے اندر اس چھوٹی برادری کو کہتے ہیں جو اس بزرگ کے نام سے شناخت کی جاتی ہے۔ جس کے نسب سے پتی کے لوگ خود کو منسوب کرتے ہیں۔ پتی برادری کے اندر پیدا ہونے والے جھگڑوں کا فیصلہ کرتی ہے آپس میں رنجشوں اور ایک دوسرے کی زیادتیوں کا ازالہ کرتی ہے۔

مثال:

روایاتی طور پر پختون معاشرے میں جھگڑے کا تعلق اگر شرعی اور مذہبی قسم کے معاملات مثلاً طلاق، شادی، وراثت وغیرہ سے ہو تو جرگہ گاؤں کے دینی عالم سے رجوع کرتا ہے غیر مذہبی قسم کے معاملات میں مثلاً دو خاندانوں کے درمیان جھگڑوں میں خاندانی رسم و رواج اور پختون معاشرے کی روایات کو ملحوظ خاطر رکھ کر فیصلے کرتا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ جرگے کے کسی بڑے کو ثالث بنا دیا جائے۔ قتل ہو جانے کی صورت میں گاؤں کے بزرگوں کا جرگہ بلایا جاتا ہے۔ جرگے کے ممبران دونوں پارٹیوں کی بیانات ٹھنڈے دل سے سنتے ہیں۔ اس کے بعد جرگے کی طرف سے بھرپور کوشش کی جاتی ہے کہ دونوں پارٹیوں کے درمیان مصالحت ہو جائے اگر کوئی پارٹی مصالحت پر آمادہ نہ ہو تو جرگے کے بزرگ اس پر دباؤ ڈالتے ہیں۔ دوسری طرف قتل کرنے والی پارٹی پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ مقتول کے نقصان کی تلافی کرے جب تلافی کی شرائط پر دونوں طرف سے رضامندی ہو جائے تو دونوں پارٹیوں کو مسجد میں بلا کر قرآن پاک پر وعدہ لیا جاتا ہے کہ وہ سمجھوتے کی شرائط کو پورا کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی جرگے کو ثالثوں کے پاس ضمانت رکھوادی جاتی ہے جو خلاف ورزی کی صورت میں ضبط کر لی جاتی ہے جب یہ ساری کارروائی پوی ہو جائے تو جرگہ لوگوں کے سامنے اپنا فیصلہ سناتا ہے اس کے بعد دونوں پارٹیوں کے افراد بغل گیر ہوتے ہیں۔ دشمنی ختم کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

برادری

معاشرتی ضبط کے حوالے سے برادری کی اہمیت اور کردار کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے برادی کی اصطلاح کے معنوں کو محدود کرنا ضروری ہوگا۔ گاؤں کی آبادی پر لفظ برادری دو معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ ایک معنی میں گاؤں کی حدود میں رہنے والی پوری آبادی کو ایک اکائی سمجھ کر گاؤں کی پوری آبادی پر برادری کا اطلاق ہوگا۔ برادری کی دوسرے تعریف نسب کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ یعنی وہ سب لوگ جو اپنے نسبی تعلق کو کسی مشترکہ بزرک سے وابستہ کرتے ہیں ایک برادری کہلاتے ہیں۔ مثلاً عباسی، راجپوت، اعوان، گجر، جاٹ، سولنگی، تالپور وغیرہ۔ لیکن برادری کے اس دوسرے معنوں میں علاقائی حد بندی نہیں کی گئی یعنی اس میں یہ امکان یقینی ہے کہ ایک برادری کے لوگ مکتلف گاؤں بلکہ قصبوں اور شہروں میں بھی ہوں گے لہٰذا ہم معاشرتی کنٹرول کے حوالے سے جب بات کریں گے تو اس دوسرے معنی یعنی نسب کے اعتبار سے برادری کے دائرے کو بھی علاقائی یعنی گاؤں کی حدود تک محدود رکھیں گے یا پھر بھی کبھی پورے گاؤں کی آبادی کو ایک اکائی گردان کر برادری کا بات کریں گے۔

03345504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔